7726-مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی کیا اھمیت ہے اور کیا اس میں یھودیوں کا بھی کوئی حق ہے ؟

سوال

میں مسلمان ہونے کے ناطے مسلسل یہ سنتا رہا ہوں کہ قدس شہر ہمارے لیے بہت ہی اہم ہے لیکن اس کا سبب کیا ہے ؟

مجھے اس کا تو علم ہے کہ نبی اللہ یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی اسی شہر میں بنائی ، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصی میں سب انبیاء کی نماز میں امامت کرائی جو کہ سب انبیاء کی رسالت اور وحی الہی کی وحدت پر دلیل ہے ۔

تو کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا سبب پایا جاتا ہے جو اس شہر کی اہمیت واضح کرے ، یا کہ اس سبب سے کہ ہم یھودیوں کے ساتھ معاملات نہ کریں ؟

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس شہر میں ہم سے زیادہ حصہ یھودیوں کا ہے ۔

پسندیدہ جواب

اول :

بیت المقدس کی اھمیت :

اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے آپ کے علم میں ہونا چاہیئے کہ بیت المقدس کے فضائل بہت زیادہ ہیں جس کے بارہ میں آیات واحادیث بہت ہیں :

اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید میں اسے مبارک قرار دیا ہے : فرمان باری تعالی ہے :

{پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں} الاسراء (1) ۔

اور قدس ہی وہ شہر اور علاقہ ہے جو مسجد کے اردگرد ہے تو اس لحاظ سے وہ بابرکت ہوا ۔

اسی علاقہ کو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کی زبان سے مقدس کا وصف دیا ، فرمان باری تعالی ہے :

{اے میری قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ جو اللہ تعالی نے تمہارے نام لکھ دی ہے} المائدۃ (21) ۔

اس سرزمین میں مسجد اقصی پائی جاتی ہے جہاں ایک نماز اڑھائی صد (250) نمازوں کے برابر ہے ۔

ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا مسجد نبوی افضل ہے یا کہ بیت المقدس ؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : میری مسجد میں وہاں (بیت المقدس) کی چار نمازوں سے افضل اور وہ نماز ی بھی بہت ہی اچھا ہے ، ایک وقت آئے گا کہ کس آدمی کے پاس اس کے گھوڑے کی رسی جتنی زمین کا ٹکڑا ہوگا جہاں سے اسے بیت المقدس نظر آئے گا ، تو یہ اس کے لیے ساری دنیا سے بہتر ہوگی ۔ مستدرک الحاکم (509/4) امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور امام ذھبی اور علامہ البانی رحمہما اللہ تعالی نے اس میں ان کی موافقت کی ہے دیکھیں سلسلۃ احادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (2902) ۔

مسجد نبوی میں ایک نماز ہزار نماز کے برابر ہے تو اس طرح مسجد اقصی میں ایک نماز اڑھائی سو (250) نماز کے برابر ہوئی ۔

مسجد اقصی میں ایک نماز پانچ سو نماز کے برابر والی لوگوں میں مشہور حدیث ضعیف ہے ۔ دیکھیں تمام المنۃ للشیخ البانی رحمہ اللہ تعالی ص (292) ۔

اور وہ ایسی پاکیزہ سرزمین ہے جہاں پر کانا دجال بھی داخل نہیں ہوسکتا ، جیسا کہ حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(وہ دجال حرم اور بیت المقدس کے علاوہ باقی ساری زمین میں گھومے گا) مسند احمد حدیث نمبر (19665) ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے (327/2) صحیح ابن حبان (102/7) ۔

عیسی علیہ السلام دجال کو اسی علاقے کے قریب قتل کریں گے جیسا کہ حدیث نبوی میں فرمان نبوی ہے :

نواس بن سمعان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(عیسی بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد میں قتل کریں گے) صحیح مسلم حدیث نمبر (2937) ۔

لد بیت المقدس کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ۔

- یہ وہی جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لیے مسجد حرام سے مسجد اقصی لیجایا گیا جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کچھ اس طرح فرمایا ہے :

{پاک ہے وہ اللہ تعالی جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا} الاسراء (1)

- یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے :

براء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ۔ ۔ ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (41) صحیح مسلم حدیث نمبر (525) ۔

- معروف و معلوم ہے کہ وہ جگہ مہبط وحی اور انبیاء کرام کا وطن ہے ۔

- بیت المقدس ان مساجد میں سے ہے جن کی طرف سفر کرنا جائز ہے :

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا ، مسجد حرام ، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ، اور مسجد اقصی) صحیح بخاری حدیث نمبر (1132)

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی روایت کی ہے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (827) ۔

ایک لمبی حدیث میں جسے ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے راویت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں سب انبیاء علیہم السلام کی ایک نماز میں امامت کرائی، حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں :

(فحانت الصلاۃ فامتھم) نماز کا وقت آیا تو میں نے ان کی امامت کرائی) صحیح مسلم حدیث نمبر (172)۔

تو اس لیے ان تین مساجد کے علاوہ زمین کے کسی بھی علاقہ کی طرف عبادت کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

دوم :

یعقوب علیہ السلام کا مسجد اقصی کے تمعیر کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب یھودی مسلمانوں سے مسجد اقصی کے زیادہ حق دار ہیں حالانکہ یعقوب علیہ السلام موحد اور توحید پر تھے اور یھودی مشرک ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یھودی مشرک اس میں کچھ بھی حق رکھیں۔

اس کا معنی یہ نہیں کہ ان کے باپ یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی بنائی تو اب یہ ان کی ہوگئی، بلکہ انہوں نے تو ان کے لیے یہ مسجد اس لیے بنائی کہ اس میں موحد اور اہل توحید نماز پڑھیں اور اللہ تعالی کی عبادت کریں اگرچہ وہ ان کی اولاد کے علاوہ کوئی اور ہی کیوں نہ ہوں، اور مشرکوں کو اس سے دور کیا جائے چاہے وہ ان کے اولاد میں سے کیوں نہ ہوں۔

اس لیے کہ انبیاء کی دعوت نسلی نہیں بلکہ تقوی پر مشتمل ہوتی ہے۔

سوم :

اور آپ کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاء کی نماز میں امامت کرائی یہ وحدت الہی اور وحدت رسالت کی پختہ دلیل ہے۔

تو یہ بالکل صحیح ہے اس لیے کہ سب انبیاء کا دین اور عقیدہ ایک ہی ہے کیونکہ ان سب کے دین کا منبع اور مصدر ایک وحی ہے جس سے سب انبیاء نے اپنی دینی تشنگی دور کی۔

اور ان کا عقیدہ بھی ایک ہی عقیدہ توحید ہے جو کہ اس کی طرف دعوت دیتا ہے کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک اور صرف وہ ہی عبادت کے لائق ہے، اگرچہ انبیاء کی شریعتوں میں تفاصیل کے اعتبار سے اختلاف ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

(میں عیسی بن مریم علیہ السلام کا دنیا اور آخرت میں زیادہ حق دار ہوں، اور سب انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف اور دین ایک ہی ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (3259) صحیح مسلم حدیث نمبر (2365)۔

علاتی بھائی کا معنی یہ جن کا باپ ایک ہو اور ماں اور ہو اسے علاتی بھائی کہا جاتا ہے۔

اور ہم یہاں آپ کو یہ کہیں گے کہ آپ ایسا اعتقاد رکھنے سے باز رہیں کہ یھود و نصاری اور مسلمان اب ایک ہی مصدر پر ہیں کیونکہ یہ غلط اور غیر صحیح ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں تحریف کرڈالی جس میں یہ تھا کہ وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی اتباع کریں اور ان کے ساتھ کفر نہ کریں، تو اب آپ دیکھیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ کفر کرتے اور ایمان نہیں لاتے، اور اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

چہارم :

قدس میں یھودیوں کا کچھ حصہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ زمین دووجہوں سے مسلمانوں کی بن چکی ہے اگرچہ پہلے وہاں پر یھودی رہتے رہے ہیں :

1-اس لیے کہ یھودیوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور بنی اسرائیل کے مومنوں کے دین پر جنہوں نے موسی علیہ السلام کی پیروی واتباع کیا اوران پر ایمان لائے اوران کی مدد کی یھودی ان کے دین پر واپس نہیں آئے اوراس پر عمل نہیں کیا ۔

2-ہم مسلمان ان سے اس جگہ کا زیادہ حق رکھتے ہیں ، اس لیے زمین پہلے رہائش اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ زمین کا مالک تو وہی بنتا ہے جواس میں حدوداللہ کا نفاذ کرے اوراس میں اللہ تعالی کے حکم کو چلائے ، وہ اس لیے کہ زمین اللہ تعالی نے پیدا فرمائی اورانسانوں کواس لیے پیدا فرمایا کہ وہ اس زمین پر رہتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت کریں اوراس میں اللہ تعالی کا دین اور شریعت و حکم نافذ اور قائم کریں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{یقیناز مین اللہ تعالی کی ہی ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنادے اور آخر کامیابی انہیں کو ہوتی ہے جو متقی ہیں }.الاعراف (128) ۔

تواسی لیے اگر کوئی عرب قوم بھی وہاں آجائے جوکہ دین اسلام پر نہ ہوں اوروہاں کفر کا نفاذ کریں توان سے بھی جہادوقتال کیا جائے گا حتی کہ وہاں اسلام کا حکم نافذ ہو یا پھر وہ قتل ہوجائیں ۔

اوریہ معاملہ کوئی نسلی اورمعاشرتی نہیں بلکہ یہ تو توحید واسلام کا معاملہ ہے ۔

فائدے کے لیے ہم چندایک مقالہ نگاروں کی کلام نقل کرتے ہیں :

تاریخ اس بات کی شاھد ہے کہ فلسطین میں سب سے پہلے بودوباش اورسکونت اختیار کرنے والے کنعانی تھے ، جنہوں چھ 6ہزارسال قبل میلادوہاں رہائش اختیار کی جوکہ ایک عرب قبیلہ تھا اورجزیرہ عربیہ سے فلسطین میں آیا اوران کے آنے کے بعدان کے نام سے اسے فلسطین کا نام دیا گیا ۔ دیکھیں کتاب : الصیھونیۃ نشأتھا تنظیماتھا ، انشطتھا ۔ تالیف : احمد العوضی ص (7) ۔

اوریھودی تو یہاں پر ابراھیم علیہ السلام کے آنے کے بھی تقریبا چھ سوسال آئے ہیں یعنی اس کا معنی یہ ہوا کہ یھودی یہاں پر پہلی مرتبہ چودہ سوسال قبل میلاد آئیں ، تواس طرح کنعانی یھودیوں سے چارہزار یا پانچ سوسال پہلے فلسطین میں داخل ہوئے اوراسے اپنا وطن بنا یا دیکھیں اوپر والی ہی کتاب صفحہ نمبر (8) ۔

تواس طرح یہ تاریخی طورپر بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ فلسطین میں یھودیوں کا نہ تواب کوئی حق ہے اورنہ ہی اس پہلے کوئی حق تھا ، اورنہ توکوئی شرعی اوردینی حق ہے اورنہ ہی قدیم رہائشی اورمالک ہونے کے اعتبار سے ہی کوئی حق ہے ، بلکہ یہ لوگ غاصب اورظالم ہیں ۔

ہم اللہ تعالی سے دعاگو ہیں وہ ان نجس اورپلید یھودیوں سے جلدازجلد بیت المقدس کو پاک کرے اورانہیں وہاں سے نکالے اوراس میں دیر نہ کرے بلاشبہ اللہ تبارک وتعالی اس پر قادر ہے اوروہ دعا کو قبول کرنے والا ہے ، والحمدللہ رب العالمین ۔

واللہ اعلم.